

Registered

L No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۱) مطبوعہ ۲۰ مئی ۱۹۰۴ء بروز جمعہ جلد (۳۲)

گلدستۂ اخبار

جاپانیوں کی ایک ٹارپیڈو بوٹ غارت گئی ہی جبکہ جاپان والوں کا تیسرا دستہ تیلین وان کے قلعوں پر گولہ باری کر رہا تھا ✚ مسٹر براڈرک نے تبت کی مدد رسانی کے بارے میں ہوس آف کامنس میں یوں رائے ظاہر کی ہی کہ چار کمپنی انگریزی سپاہ کی اور چار کمپنی دیسی فوجوں کی مع چار بڑی توپوں کے روانہ کر دی جائیں ✚ روسی قیدی یوں بیان کرتا ہی کہ انجو میں حملہ آوروں کی تعداد ۷۰۰ تھی اور یہ سب جنرل سینٹار ٹوف کے ماتحت ۱۲ روز کی رسد مہیا کر کے بھیجے گئے تھے اور انہوں نے ۲۵ میل روزانہ سفر کیا ہی ✚ روٹر کا ایجنٹ رقمطراز ہی کہ نیوچوانگ میں اسوقت صرف ۳۵۰ روسی موجود ہیں ✚ معاملات ٹوکیو یہہ بات ثابت کرتے ہیں کہ کاسکون نے انجو پر حملہ کیا۔ جاپانی فوج نے مدد کی درخواست بذریعہ تار کی اور حملہ آوروں کو پسپا کیا ✚ جاپانی پورٹ آرتھر ریلوے لائن سے ہٹ گئے ہیں۔ جنرل کروپٹکن رپوٹ دیتا ہی کہ ایک ٹرین صحیح سالم موجود مقام پر پہنچ گئی ہی ✚ لارڈز کرکٹ میچ۔ مسٹر وار نا آسٹریلین پارٹی اور انگلینڈ پارٹی میں میچ کھیلا گیا۔ اول پارٹی پہلی اننگ میں ۳۰۰ رنز کیں اور انگلینڈ ٹیم نے صرف ۲۴۷۔ دوسری اننگ بارش کی وجہ سے نہ کھیلیگی ✚ لاہور میں طاعون کی شکایت بدستور خوف افزا ہی ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس میں کیا بھید ہی توبہ! حضور لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب چمبہ میں رونق افروز ہیں۔ تمام تیاریاں بڑی دھوم دھام سے کی گئی ہیں ✚ شملہ میں راجہ صاحب کوٹی کی طبیعت علیل ہونے کے باعث سیلیسیبی ملتوی رکھا گیا۔ دوبارہ اس کے لئے ۱۲ جون تاریخ مقرر ہوئی ہی ✚ ٹراونکور کے سررشتۂ تعمیرات میں عظیم غبن ثابت ہونے کی وجہ سے ایک انجنیر ماخوذ کیا گیا ہی ✚ کلکتہ میں افواہ ہے کہ گورنمنٹ انڈیا قرض لینا چاہتی ہی مگر اس کی تردید کر دی گئی ہی ✚ مہم سومالی لینڈ کی افواج رسالہ پلٹن معہ شتری فوج بیکانیر ہندگو واپس ہو گئی ہیں ✚ جاپان نے دو سال متواتر جنگ کی تیاری کر لی ہی ✚ جاپانیوں کے ساتھ فرانسیسیوں کی کچھ رنجش کیوجہ سے تمام فرانسیسیوں کو حکم ہوا ہی کہ کوریا سے نکل جاویں ✚ سپین کے وزیر اعظم پر دن دہاڑے ایک اطالین انارکسٹ نے بادشاہ کے سامنے حملہ کیا لیکن خیر گذری کہ زخم بہت سخت نہیں آیا ✚ اضلاع متحدہ امریکہ کے پریزیڈنٹ کا انتخاب شروع ہی ✚ پورٹ آرتھر میں روسی فوج قلیل ہی لیکن سامان ذخیرہ ایک سال کے واسطے کافی رکھتی ہی ✚ ہفتہ مختتمہ ۲۳ اپریل کل آمدنی ریلوے ہند ۷۰ لاکھ ۵۶ ہزار ۱۰۰ روپیہ تھی ✚ کلکتہ میں دریائے ہوگلی کا پل پرانا بنا ہوا ہی اور یہہ فلوٹنگ قسم کا پل ہی اسکی جگہ پر دوسرا پل زمانہ حال کی ترقیات کے مطابق بنایا جاویگا ✚ ایک جاپانی اپنے وطن سے غیر حاضر تھا اُس نے سُنا کہ روس سے لڑائی ہو گئی ہی وہیں سے اپنی جورو کو خط بھیجا کہ تمہارے بال بہت خوبصورت یعنی گھونگر والے ہیں ان کو کٹوا کر فروخت کرو جو کچھ وصول ہو اُسکو جنگی چندہ میں داخل کرو!!! ڈاکٹر نیو یارک نے بالفعل اشتہار دیا تھا کہ ایک سوختہ لیڈی کے جسم دوزی کے لئے ایک گندم رنگ عورت کی تین انچ جلد کی ضرورت ہی اور اُس کے معاوضہ میں ساٹھ پونڈ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ پس ڈیڑھ سو عورتوں نے اپنے جسم کی جلد دینے کی درخواست کی ✚ مقام کلیشیا میں ایک روسی مخبر گرفتار ہوا ہی جو کہ نامہ بر کبوتروں کو کا ایک سے کھول کھول کر اڑا رہا تھا اور ہر ایک کبوتر کے بازو پر ایک ایک خبر بندھی ہوئی تھی ✚ ایک انگریز میم صاحبہ کی ٹم ٹم ایک کالے گاڑیبان کی گاڑی سے ٹکرا گئی۔ اسپر میم صاحبہ نے پچاس روپیہ ہرجانہ دلوائے جانے کی نالش کی ہی۔ دیکھئے کیا فیصلہ ہو ✚ راجہ ادوت نرائن سنگھ صاحب رئیس تروا ضلع فرخ آباد نے ۳ ہزار روپیہ تعمیر ڈسپنسری تروا کے لئے دیا جسپر گورنمنٹ نے انکا دلی شکریہ ادا کیا ✚ سینٹ پیٹرزبرگ کے والنٹیروں کا اول دستہ جس کی تعداد ۱۶۰ ہی اور جس میں ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے لوگ شریک ہیں جب میدان جنگ کو روانہ ہونے لگا جوق جوق آدمی اُن کی روانگی دیکھنے کے لئے موجود تھے اور غایت درجہ گرمجوشی ظاہر کی گئی تھی ✚ گورنمنٹ تجاروں سے رائے پوچھتی ہی کہ آیا مناسب ہوگا یا نہیں اگر بجائے دس کروڑ کے ۱۲ کروڑ روپیہ کے نوٹ ریزرو میں رکھے جاویں یعنی جسقدر نوٹ جاری ہونگے اسیقدر سونا گورنمنٹ کو ریزرو میں رکھنا ہوگا

ایڈیٹوریل نوٹس

ہمارے ایک آریا بھائی کی غلطی

ہمارے ایک آریا بھائی نے ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کے پرچہ آریہ گزٹ لاہور میں ایک آرٹیکل بعنوان "بدھن اور موکش" شائع کیا ہے۔ اس میں بھائی صاحب نے بعض اچھی اچھی باتیں بھی لکھی ہیں مگر ساتھ ہی ایک بڑی غلطی اور تباہی میں بھی پڑ گئے ہیں۔ وہ گناہ سے بچنے اور اپنی اوستھا کو دھارمک پہلو میں بدلنے کو "نازک ذمہ واری" اور "اخلاقی اور روحانی ذمہ واری" بتلاتے ہیں۔ یہہ سچ ہے۔ اور پھر یہہ بتلاتے ہیں کہ "جب گناہ ہمارے اندر مضبوطی سے جڑ پکڑ لیتا ہے تو اُس وقت اُس کا اکھیڑنا کچھہ معنی رکھتا ہے" یعنی مشکل ہے۔ اور کہ "پاپ کی پرواہ سے بچکر اپنی اوستھا کو پاکیزگی کی طرف لانا واقعی نہایت کٹھن نظر آتا ہے" یہہ بھی سچ ہے۔ مگر آگے چل کر وہ ان باتوں کو قسمت پر چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "یہہ ایک قدرتی امر ہے اور خصوصاً سنسکاروں کے ساتھہ سمبندھ رکھتا ہے" اور کہ "منش کے سنسکار ہی پربل ہیں جو اُس کو دھرم کی طرف رجوع کرتے ہیں یا اُسکو پاپ کے دلدل میں ڈال دیتے ہیں" +

(۱) یہہ دونوں باتیں باہم نقیض ہیں کیونکہ اگر انسان کو اپنے اخلاقی اور روحانی افعال کی ذمہ واری ہے تو پھر اگرچہ اُسے اپنی اوستھا کو پاکیزگی کی طرف لانا واقعی نہایت کٹھن تو نظر آتا ہے مگر سنسکاروں کے ساتھہ اُسکا سمبندھ رکھنا ناممکن ہے۔ کیونکہ سنسکاروں میں آزادی نہیں ہے اور جہاں آزادی نہیں وہاں ذمہ واری بھی نہیں۔ اگر منش کے سنسکار ہی پربل ہیں... وغیرہ تو وہ اپنے دھرم و ادھرم کا ذمہ وار نہیں۔ ذمہ وار اُس کے سنسکار ہیں اور سنسکار خدا کے معین کردہ شدہ ہیں۔ بس اصلی کرتا... اس صورت میں "پاپ کی پرواہ سے بچنا" کٹھن ہی نہیں بلکہ ناممکن محض ہے +

(۲) اُسی آرٹیکل سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آریا صاحبان یہہ بھی مانتے ہیں کہ اپنی اوستھا کو پاکیزگی کی طرف لانا انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے بلکہ "پرماتما کی خاص انوگرہ سے ہوتا ہے۔ اس صورت میں موکش عمل پر نہیں اور نہ سنسکاروں پر منحصر ہے بلکہ خدا کے فضل پر مبنی ہے۔ اور یہہ وہی تعلیم ہے جو انجیل شریف دیتی ہے کہ یہہ تم سے نہیں خدا کی بخشش ہے تم فضل ہی سے بچ گئے۔ ہمارے آریا صاحبان کو خداوند مسیح کی تعلیم پر بھلا اب کیا اعتراض رہا؟ وہ اس مسئلہ کو قلم سے تو مانتے ہیں مگر زبان سے نہیں مانتے۔ خیر یہہ اُن کی مرضی ہے۔ مگر یاد رہے کہ پرماتما کی خاص انوگرہ کے سوا انسان کا کوئی چارہ نہیں اور وہ خداوند مسیح میں ہے +

(۳) ہمارے آریا بھائی گناہ کو ایک عارضی شے تصور کرتے ہیں جیسا کہ انکے اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ "پاپ ظاہرا گو بالکل بے حقیقت نظر آیا کرتا ہے مگر جب وہ ہمارے اندر مضبوطی سے جڑ پکڑ لیتا ہے تو اُسوقت اُسکا اکھیڑنا کچھہ معنے رکھتا ہے" یہہ امر انکے اس امر سے متبائن ہے کہ روح اور اُسکے کرم انادی ہیں +

(۴) منش کے سنسکاروں کے معین کرنیوالا کون ہے؟ اگر وہ خود ہے تو وہ سنسکاروں کے بس میں نہیں۔ اور اگر خدا ہے تو پھر خدا نے اُسکی بھاگ میں نیکی اور بدی لکھدی ہے جس سے انسان کو رہائی نہیں ہو سکتی +

جاپان میں مسیحی مذہب

جاپان ایک اصنام پرست اور وہم پرست ملک ہے کہ شاید ہندوستان بھی اسکا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ مگر عین اُس ملک میں مسیحی مذہب بھی اپنی روشنی چمکا رہا ہے اور ہزاروں لاکھوں کو حقیقی نُور سے منور کر رہا ہے جو تاریکی میں چلتا اور ہر ایک شے کو روشن کرتا ہے۔ اُس ملک میں از روئے گوشوارہ مندرجہ ذیل کی ترقی ہے:-

مشنری	۷۵۷	(۶۴)
سٹیشن	۱۷۸	(۹)
چھوٹے سٹیشن	۷۳۴	(۸۱)
عیسائی جماعتیں جو کلیسیائیں ہیں	۵۳۸	(۷۹)
کل شرکا کلیسیاؤں کے	۴۲۴۵۱	(۴۸۵۵)
عیسائی سکولوں کے طالب علم	۱۱۶۶۹	(۲۸۸۰)
سنڈے سکولوں کے طالب علم	۳۶۴۳۰	(۷۸۲۶)
مدرسہ علم الٰہی کے طلباء	۱۳۰	(۱۰)
دیسی پادری	۳۲۱	(۶۰)

خطوط وحدانی میں جو تعداد ہے اس سے مراد پروٹسٹنٹ کلیسیا کے عیسائی وغیرہ ہیں +

غیر اقوام میں تہذیب کی کسر

اکثر دیکھا گیا کہ ہمارے ہندو مسلمان بھائی خواہ وہ پڑھے لکھے اور شریف ہی کیوں نہ ہوں عموماً اخلاق اور تہذیب کے مرتبہ سے گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہہ ان کی نہایت خطرناک حالت ہے۔ چنانچہ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کا ذکر ہے کہ لودیانہ میں سرکاری پریس کے پاس میونسپل کمیٹی کی ممبری کے لئے دو شخصوں کے بارے میں رائے لیجارہی تھی اور پرچیوں پر دستخط کروائے جاتے تھے۔ اور دونوں فریق کے لوگ وہاں موجود تھے کسی بات پر اُن کے درمیان تکرار ہو گئی یہاں تک کہ نہ صرف ہاتھا پائی ہی ہوئی بلکہ فحش گالی گلوچ بھی ہوئی جو اُن کی شان اور حیثیت سے بعید تھا۔ ہم کو یہہ دیکھہ کر بڑا افسوس ہوا۔ ہم صلاح دیتے ہیں کہ ہر ایک شخص اوّل تو جھگڑے کو جگہہ ہی نہ دے اور اگر خدانخواستہ جھگڑا ہو بھی جاوے تو اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور احاطہ تہذیب سے باہر نہ لیجانا چاہئے۔ کیونکہ یہہ نہ صرف بدتہذیبی ہی ہے بلکہ گناہ ہے +

آگرہ کے مسلمانوں نے اتفاق کر کے رزولیوشن پاس کیا ہے کہ وہ بچکیا کے میلہ میں جہاں مقبرہ کے قریب ناچ ہوتا ہے آئندہ جانے سے احتراز کرینگے یہہ طریقے ہیں جن سے مذہبی مقامات پر بدعت روکی جاسکتی ہے +

مضامین

ستیارتھ پرکاش درپن

(۷۸) سوال

اور جب صبح کو شہر میں جانے لگا اُسے بھوک لگی۔ تب انجیر کا درخت راہ کے کنارے دیکھکر اُس پاس گیا اور جب پتوں کے سوا اُس میں کچھ نہ پایا تو کہا اب سے تجھہ میں کبھو پھل نہ لگے وہیں انجیر کا درخت سوکھ گیا (متی ۲۱: ۱۸ و ۱۹)؛

(محقق) تمام پادری اور عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ بڑا حلیم الطبع۔ بردبار غصہ وغیرہ عیبوں سے مبرا تھا۔ مگر اس بات کو دیکھکر معلوم ہوتا ہو کہ عیسیٰ غصہ ور تھا؛

(رہبر) خداوند کی حلیمی اور رحم دلی کا اندازہ اُن نیکیوں سے کرنا چاہئے جو اُس نے آدم زاد کے ساتھہ کی تھیں۔ بیجان درخت کے ساتھہ نیکی یا بدی کرنا بے معنے کلام ہو اور یاد رہے کہ انجیر کا درخت اُن درختوں میں سے ہو جنکی ہندو لوگ پوجا کرتے ہیں کیونکہ انکو متبرک جانتے ہیں۔ لہذا ہندو لوگ اِس واقعہ سے سبق سیکھیں اور بُرا نہ مانیں؛

(محقق) اُسے موسموں کا علم بھی نہ تھا بھلا بیجان درخت کا کیا قصور تھا کہ اُس کو بد دعا دی اور وہ سُوکھہ گیا؛ درخت اُس کی بد دعا سے تو نہ سوکھا بلکہ کسی دوائی کے ڈالنے سے سوکھہ گیا ہو تو تعجب نہیں؛

(رہبر) پنڈت جی اپنے وہم کی بات ماننے کے لئے بڑے تیار ہیں لیکن جنکی آنکھوں کے سامنے یہہ گذرا اور انہوں نے دیکھا کہ فقط اس کے کہنے سے وہ درخت سُوکھہ گیا اُنکی گواہی سے یوں بھاگتے جیوں کوا غلیل سے جاتا ہو۔ اور پھر اُس درخت کو خداوند نے اپنے مدعا کو پورا کرنے کے لئے سُوکھا دیا تو اگر وہ اُس بیجان درخت کے قصور کے باعث نہ بھی ہو تو بھی یہہ ویسا ہی کام ہوگا جیسا کہ ہم انسان درختوں کو کاٹ کر سکھلاتے اور جلاتے یا اُن سے اور سامان بناتے ہیں۔ ہندو صاحبان تو سمجھتے ہونگے کہ اُن کے دیوتے مارے جاتے ہیں مگر کیا کیا جاوے امر مجبوری ہو۔ تاہم معلوم ہو کہ اُس درخت کے ساتھہ بے انصافی نہیں ہوئی تھی لیکن فتویٰ واجبی تھا چنانچہ انجیر کے درخت کی یہہ رسم ہو کہ پھل پتوں سے پہلے ظاہر ہوتے ہیں اور یہہ حالت عموماً ماہ مارچ کے آخر میں ہو جاتی ہو اور اُس ملک میں اب تک ایسا ہی ہو۔ لہذا غور طلب بات یہہ ہو کہ اُس درخت نے اپنی بابت کیا باور کروایا؟ یہہ کہ وہ جو پتوں سے لدا ہوا تھا تو پھل ضرور ہوگا۔ سو اگر مسیح کسی ایسے درخت کی طرف جاتا جس میں پتے نہ ہوتے اور پھل کی امید رکھتا تو سزا دینا انصاف نہ ہوتا۔ لہذا اِس بارے میں مرقس مقدس نے جو یہہ فقرہ لکھا ہو کہ "انجیر کا موسم نہ تھا" اِس بات پر اور بھی زور دیتا ہو اور سبب ظاہر کرتا ہو کہ کیوں پھل نہ پایا اس لئے کہ پھل کا موسم نہ تھا۔ مگر اُس درخت نے خود اپنے پتوں سے پھل کی موجودگی جتائی اور گویا دعوت کی لیکن اصل میں دھوکا دیا۔ سو قصور اُس درخت میں تھا اِس لئے سکھا دیا گیا؛

مگر اِس واقعہ سے خداوند کی اصل غرض کیا تھی؟

وہ شہر میں پہنچکر روٹی کھا سکتا تھا اور اُس درخت کو سُکھا دینے سے اُس کو کوئی درد محسوس نہ ہوا اور نہ اُس کو کوئی عبرت ہو سکتی تھی۔ سو ایسی کارروائی سے غرض کیا تھی؟ معلوم ہو کہ اِس سے ایک روز پہلے خداوند نے یروشلم کی حالت کو دیکھکر بہت افسوس کیا تھا اور اُس کی بربادی کی بابت وہ پیشگوئی کی تھی جو لوقا ۱۹: ۴۱-۴۴ میں درج ہو اور بعد میں کئی طرح اُس پیشین گوئی کی تفصیل میں صریح اور تمثیلی بیان فرماتے تھے جو متی کے ۲۱ سے ۲۴ باب میں پائے جاتے ہیں۔ اِن ساری پیشگوئیوں کی تکمیل سے پہلے یہہ معجزانہ پیشگوئی کر کے بھی شاگردوں کو دکھلا دیا کہ اِس انجیر کے درخت کی طرح یروسلم اور یہودی قوم ظاہر میں خوش نما اور پھلدار نظر آتے ہیں لیکن باطن میں بے وفا اور بے پھل ہونے کے سبب برباد ہونگے اور جلدی برباد ہوں گے؛

پنڈت جی کا یہہ کہنا بالکل غلط ہو کہ مسیح کو موسموں کا علم نہ تھا۔ یہہ معجزہ ہی ثابت کرتا ہو کہ وہ نہ صرف موسموں ہی سے واقف تھا بلکہ اُن کی مستثنیات کو جانتا تھا اور بھی دیکھو متی ۲۴: ۳۲ اور ۱۴: ۲-۲؛

عزت بے مثال

(عجیب افواہیں)

ایک روز شیوانی اور اُس کی بھاوج اکیلی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک سبزی فروش عورت آئی اور اپنی ٹوکری زمین پر رکھہ کر بیٹھہ گئی۔ جب خرید و فروخت ہو چکی تو وہ بات چیت کرنے کے لئے تیار ہو بیٹھی اور کہنے لگی کہ "کیا آپ نے اُس نئی بیماری کی بات کچھہ سُنا ہو جو آجکل پھیل رہی ہو؟"

رکمنی نے کہا "نہیں ہم نے تو کچھہ نہیں سُنا۔ کیا ہیضہ۔ چیچک اور بخار کچھہ کم ہیں؟ پہلے ہی مرنے کے بہت سے اسباب موجود ہیں۔ اب ہمیں اپنی ہلاکت کے لئے کسی نئی بیماری کی کیا ضرورت ہو؟"

سبزی فروش نے کچھہ مسکرا کر کہا "لیکن سرکار کا تو یہہ خیال نہیں ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ انگریزوں کے خیال میں ہم ہندوستانی بہت زیادہ ہیں۔ آپ جانتی ہیں کہ سچ مچ ہمارے مقابلہ میں وہ بہت ہی تھوڑے ہیں۔ چنانچہ اسیواسطے انہوں نے یہہ نئی

بیماری ایجاد کی ہو اور اسکو پھیلانے کے لئے سخت کوشش کر رہے ہیں تاکہ ہم جلد مر جاویں"؛

رکمنی نے کچھ گھبرا کر پوچھا کہ "انگریز کیوں ایسا کر سکتے ہیں؟ اور وہ کونسی بیماری ہے"؟

سبزی فروش نے جواب دیا "یہہ تو بہت آسان بات ہے۔ کہتے ہیں کہ جہاں سے ہم لوگ پانی بھرتے ہیں وہاں پانی میں کوئی دوا ڈالدیتے ہیں۔ اس کام کے لئے ڈاکٹر نوکر رکھے ہوئے ہیں جو ہر وقت دوا اور پوڈر کی بوتلیں لئے پھرتے ہیں اور جب وہ یہہ دوا کہیں ڈالتے ہیں تو بس پھر جو کوئی ذرا بھی سونگھ لیتا ہے فوراً بیمار پڑ جاتا ہے اور آخر کار کام تمام ہو جاتا ہے"؛

رکمنی نے نہایت برافروختہ ہو کر کہا "مجھے تو کبھی یہہ خیال بھی نہ تھا کہ انگریز ایسے بے رحم ہیں میں تو سمجھتی تھی کہ رعایا کی حفاظت کرنا سرکار کا کام ہے۔ یہہ کیسی اُلٹ بات ہے کہ سرکار ہی رعیت کے خون کی پیاسی ہو"؛

اُس سبزی فروش عورت نے پھر عجیب لہجہ میں کہا کہ "لوگ یہہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ ملکہ معظمہ فوت ہو گئی ہے اس لئے بہت سی جانیں قربان ہونی چاہئیں۔ چنانچہ لوگوں کو مارنے کا یہہ عجیب طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ ملکہ معظمہ تو ایسی رحم دل اور مہربان و نیک تھی کہ وہ کبھی بھی ہماری ہلاکت و تباہی کو روا نہ رکھتی"؛

رکمنی نے پھر پوچھا کہ "یہہ بیماری کس قسم کی ہے؟ کیا اس مرض کے مریض کبھی اچھے ہوتے ہی نہیں"؟

سبزی فروش نے جواب دیا "بہت ہی کم صحت یاب ہوتے ہیں۔ انگریز اس بات کا بہت خیال رکھتے ہیں کہ کوئی صحت یاب نہو جاوے۔ بعض اوقات تو بیمار زندہ جلا دیئے جاتے ہیں یا ڈاکٹر اگر انہیں ہسپتال میں لیجاتا ہے۔ وہاں پر انکو کوئی دوا پلائی جاتی ہے جسکو پیتے ہی وہ بیچارے مر جاتے ہیں"؛

رکمنی نے نہایت خوف زدہ ہو کر کہا "زندہ جلائے جاتے ہیں! اے ہے سرکار ایسی بے رحم ہے!

سبزی فروش نے کہا "بیشک اِس بے رحمی کا کسی کو خیال تک بھی نہ تھا لیکن میں بخوبی جانتی ہوں کہ یہہ بات بالکل سچ ہے کیونکہ ہمارے محلہ میں ایک آدمی کئی مہینوں سے بیمار تھا جب پولیس کو اُس کی خبر ملی تو اُسے آکر دیکھا اُس کی گردن سالہا سال سے کچھ سوجی ہوئی تھی۔ پولیس والے زبردستی کر کے اُسے لیگئے اور پھر لوٹ کر نہ آیا۔ بھلا وہ بیچارہ کس طرح آسکتا تھا جبکہ انہوں نے اُسے زندہ جلا دیا"؛

رکمنی نہایت خوف زدگی سے سُننے لگی اور اُس سے سبزی فروش کو یہہ افواہی کہانیاں سُنانے کی اور بھی جراُت ہوئی۔ چنانچہ اُس نے پھر یوں بیان کرنا شروع کیا کہ "آسی پر بس نہیں اور سُنئے۔ دو بیگم صاحب تھیں۔ میں اکثر اُن کے ہاں سبزی بیچنے جایا کرتی تھی اور اس لئے میں انکو اچھی طرح جانتی تھی۔ ایک روز وہ بیچاریاں کچھ بیمار ہو گئیں۔ ایک کے اندر کچھ خفیف سا بخار تھا اور دوسری کے پاؤں میں درد ہوا۔ اُنہوں نے زنانہ ہسپتال میں جانا مناسب سمجھا۔ کہتے ہیں کہ مس ڈاکٹر بڑی مہربان ہوتی ہیں لیکن افسوس وہ بیچاریاں پھر واپس نہ آئیں۔ جن ڈولیوں میں بیٹھ کر گئی تھیں اُنہی میں زندہ جلا دی گئیں"؛

رکمنی نے کہا "بہت اچھا ہوا کہ تمنے مجھے یہہ سب کچھ بتا دیا ہے۔ مَیں اب خوب ہوشیار رہونگی۔ جس چاہ کا پانی ہم شروع سے پیتے چلے آئے ہیں اُسی سے اب پئینگے اور خواہ میں کیسی ہی بیمار ہو جاؤں نہ کبھی ہسپتال جاؤنگی اور نہ ڈاکٹر کو بلاؤنگی"؛

سبزی فروش نے کہا "ہاں بیشک یہہ بہت عمدہ تجویز ہے۔ اگر تمہیں کچھ تکلیف ہو یا طبیعت علیل ہو تو اُس کا ذکر تک نہ کرو۔ کیوں؟ اگر تمنے ذرا بھی کہیں ذکر کیا تو پولیس والے سُن لینگے کیونکہ وہ ہر جگہ ایسی باتوں کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔ اب مَیں تو جاتی ہوں۔ اگر دیر تک یہاں بیٹھی رہوں تو کچھ بیچ نہیں سکونگی۔ سبزی باسی ہو جائیگی اور پھر کوئی نہیں پوچھیگا۔" یہہ گفتگو کر کے اُس نے اپنی ٹوکری اُٹھائی اور وہاں سے روانہ ہوئی؛

جب یہہ گفتگو ہو رہی تھی شیورانی چپ چاپ کھانا پکانے میں مشغول رہی اور کسی بات میں کسی طرح سے دخل نہ دیا۔ اب رکمنی نے اُس کے پاس جاکر اُس سے پوچھا "تم تو خوب اپنے کام میں مشغول ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں کچھ پروا نہیں اور ذرا بھی خوف وخطر نہیں ہے۔ کیا تمنے یہہ خوفناک خبر نہیں سُنی"؟

شیورانی نے جواب دیا "ہاں میں نے سُنی تو ہے لیکن اس سے پیشتر کہ میں کسی طرح کے خوف وہراس کو دل میں جگہ دوں پٹن لال سے پوچھونگی کہ یہہ باتیں کہانتک سچ ہیں۔ وہ عورت کہتی کہ انگریز ہم لوگوں کو مارنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا آپکو یاد نہیں کہ قریباً تین سال گذرے ہیں کہ یہاں سخت قحط پڑا تھا اور سرکار نے لاکھوں روپئے خرچ کئے تھے اور لوگوں کو بھوک سے ہلاک ہونے سے بچانیکی کوشش کی تھی۔ یہہ تو نہایت ہی تعجب کی بات ہے کہ سرکار ایک تو ہماری بقا کی آرزومند ہو اور دوسرے ہاتھ ہماری ہلاکت اور فنا میں ساعی وکوشاں ہووے"؟

شیورانی کی ان باتوں سے رکمنی کی تسلی نہ ہوئی۔ بھلا یہہ بیچاریاں جو کبھی گھر سے باہر نکلی ہی نہ تھیں کیا جانتی تھیں؟ جو ادھر اُدھر پھرتی تھیں اُنہیں کو معلوم تھا کہ دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ پس رکمنی نے جو کچھ اُس سبزی فروش عورت سے سُنا تھا اُس کو سچ جانا؛

شام کے وقت جب پٹن لال گھر آیا تو اُس نے

بھی وہ تمام عجیب وغریب حکایات جو اُس کی غیر حاضری میں سنائی گئی تھیں سنیں۔ وہ بڑے صبر سے چپ چاپ سنتا رہا اور جب سب سن چکا تو کہنے لگا کہ یہہ سب کہانیاں میں پہلے ہی سے سن چکا ہوں بلکہ مینے اُنکے علاوہ اور بھی سُنی ہیں لیکن مینے اُن میں سے ایک کو بھی سچ نہیں مانا۔ یہہ بات تو تمہاری بیوقوفی پر دلالت کرتی ہی کہ تم اِدھر اُدھر کی جاہل عورتوں کی واہیات باتونکو سنتی اور اُنہیں سچ مانتی ہو۔ اب اگر وہ پھر آوے اور اس قسم کی واہیات اور بے بنیاد کہانیاں سناوے تو اُسے کہدو کہ اگر اس کا ایسا کرنا معلوم ہو گیا تو سخت سزا پاوےگی"۔

رکمنی نے کسی قدر حیرانگی سے کہا "صرف باتیں کرنے کے لئے اُسے سزا ملیگی"؟

پٹن لال نے کہا "بے شک باتیں کرنے پر اُسے سزا ملیگی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خون کرنا سب سے بڑا جرم ہی اور اگر سرکار لوگوں کو کسی بُری دوا کے ذریعہ سے بیمار کرے اور زندہ جلا دے تو ضرور سرکار خونی ٹھہریگی؟ کسی پر ایسے جرم کے ارتکاب کی تہمت لگانا نہایت بُری بات ہی"۔

رکمنی نے کہا "لیکن اگر اس بیماری کا موجب سرکار نہیں تو پھر بھلا یہہ بیماری آئی کہاں سے؟ پہلے تو اِس کا یہاں کبھی نام ونشان تک بھی نہ تھا"۔

پٹن لال نے جواب دیا کہ "یہہ کوئی ضروری بات نہیں ہی کہ کوئی بیماری کو لادے۔ یہہ تمنے کہاں سے نتیجہ نکالا کہ بیماری لانے ہی سے آتی ہی؟ دنیا بیماریوں سے پُر ہی۔ بھلا بتاؤ تو چیچک۔ ہیضہ اور بخار وغیرہ کو جن سے بے شمار لوگ مرتے ہیں کون لاتا ہی؟ اگر یہہ بیماری تمہارے سامنے اس سے پیشتر ہندوستان میں نہیں بھی پھیلی تو کچھ مضائقہ نہیں۔ تم سے پیشتر تو ضرور تھی۔ جب تم پڑھنا سیکھ لوگی تب تمکو کتابوں سے پتہ لگیگا کہ اس بیماری نے گذشتہ زمانہ میں ہندوستان اور دیگر ممالک میں کس قدر بربادی و تباہی کی ہی۔ اگر سرکار ہماری ہلاکت کی خواہاں ہی تو ہمیں زندہ رکھنے کے لئے اور ہماری بہتری و بہبودی کی خاطر کیوں زر لٹاتی ہی اور قحط کے وقت فاقہ کشی سے جان دینے سے کیوں بچاتی ہی؟ بھوکوں کو کیوں کھلاتی ہی اور ہسپتال کیوں بنائے ہیں کہ ہماری بیماری کی حالت میں اچھی طرح خبرگیری ہو؟ ہم کئی طرح سے مر سکتے ہیں مرنے کے بواعث بہت سے ہیں لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ سرکار ہماری حفاظت کرنے اور ہمیں موت سے بچانے کے باب میں بہت کوشش کر رہی ہی"۔

جب یہہ گفتگو ہو رہی تھی شیورانی بھی پاس آ بیٹھی اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ اُس کے حق میں بھی یہہ خیال کیا جاوے کہ جن واہیات اور بے بنیاد باتوں نے اُس کی بھاوجہ پر اس قدر تاثیر کی ہے وہ بھی اُن سے مؤثر ہی۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ "مینے رکمنی سے کہا تھا کہ جب تک آپ آکر ان باتوں کی تصدیق نہ کریں تب تک ہم انکو سچ نہ جانیں"۔

پٹن لال نے بڑے جوش سے کہا "یہہ سب باتیں جو تمنے اُس سبزی فروش جاہل عورت سے سُنی ہیں وہ تو بالکل لغو اور جھوٹ ہیں ان میں سچائی کی بو تک نہیں۔ لیکن میں تمکو بتاتا ہوں کہ حقیقت کیا ہی۔ اصل بات یہہ ہی کہ ہمارے اپنے ہی ہندوستانی بھائیوں میں سے بعض جائز و ناجائز وسایل سے روپیہ جمع کرنے کے مشتاق ہیں اور لوٹلوں میں یونہی کچھ سفوف وغیرہ بھر کر اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمکو سرکار نے بھیجا ہی حالانکہ یہہ انکی اپنی بدذاتی اور شرارت ہی"۔

رکمنی نے پوچھا "بھلا اِس سے انکو کیا حاصل ہوتا ہی"؟

پٹن لال نے جواب دیا "بے شک وہ اِس سے بہت کچھ حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ تمہارے جیسے بہت سے بیوقوف لوگ جو انکی باتوں کو سچ ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ انکو روپیہ دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی لوٹلوں کا سفوف نہ پھینک دیں۔ پس اس طرح سے وہ سرکار کو بدنام کرتے ہیں اور لوگوں سے روپیہ لوٹ کر اپنی جیبیں بھر لیتے ہیں"۔

رکمنی نے کہا "میرا روپیہ تو وہ نہیں لیسکتے"۔

پٹن لال نے کہا "شاید وہ تمہارا روپیہ نہ لے سکیں۔ لیکن مجھے کامل یقین ہی کہ اگر اُس عورت نے آکر تمسے کہا کہ مجھے تمہارے گھر میں دوا ڈالنے کا حکم ملا ہی اور اِس دوا سے تم پلیگ میں مبتلا ہو جاؤگی تو تم ضرور روپیہ دیکر اُس کی منت کروگی کہ یہاں نہ ڈال۔ کسی اور جگہ ڈالدے"۔

رکمنی نے کہا "لیکن میں پلیگ سے مرنا نہیں چاہتی اور جو کچھ کہتے ہیں اسمیں صحیح اور غلط یا درست و نادرست کی تمیز کسطرح کریں"؟

اس موقعہ پر پٹن لال بالکل بے صبر ہو گیا اور خفا ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اپنی بیوی کو اسی کے خیالات میں غلطان و پیچان چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

جب سنہ ۱۹۰۰ء میں چین کے درمیان بوکسر میں بغاوت شروع ہوئی تو اُسمیں نہ صرف جوان اور بوڑھے ہی آدمی مارے جاتے تھے بلکہ بچے بھی قتل کئے جاتے تھے اِس لئے کہ وہ بھی یہہ اقرار کرتے تھے کہ ہم یسوع مسیح کے خادم ہیں اور خدا کے کلام پر ایمان لائے ہیں۔ لوگوں نے ایک چینی عیسائی کی ایک چھوٹی سی لڑکی کو ایک کھیت میں چھپا پایا۔ اُنہوں نے اُس سے پہلے یہی سوال کیا کہ تیرے والد نے اپنی بائبل کہاں چھپائی ہی؟ ہمیں بتلا تاکہ ہم اُسکو برباد کریں۔ لیکن اگرچہ اُنہوں نے لڑکی کو بہتیرا دھمکایا اور آخرکار مار بھی ڈالا وہ اُس جگہ کے بتلانے سے جہاں پر بائبل چھپائی ہوئی تھی اور جسے اُسے نجات

تازگی کے دن

جبکہ ایک اندھے فقیر برطمی نے چلا چلا کر فریاد کی تو خداوند مسیح نے اُس سے پوچھا "تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لئے کروں"؟ بے شک بہت سی چیزیں تھیں جو کہ وہ مانگ سکتا تھا پر اس کو برسوں سے ایک تکلیف کا خیال تھا اور ایک نعمت کی حد سے زیادہ آرزومندی تھی پس اُس نے فوراً یہہ کہا کہ "اے ربونی یہہ کہ میں پھر بینا ہو جاؤں" یسوع نے اُس کی درخواست کے مطابق کیا اور وہ فوراً بینا ہو گیا۔

اسی طرح خدا ہم سے دریافت کرتا ہے کہ "تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لئے کروں"؟ ہم اپنے لئے۔ اپنے عزیزوں کے لئے۔ اپنی کلیساؤں کے لئے متفرق اقسام کی برکات مانگ سکتے ہیں مگر آجکل بعض ہیں جنکے دلوں میں اِس بات کی آرزو ہے کہ ہماری کلیساؤں میں نئی زندگی پیدا ہووے۔ اِس کی ضرورت البتہ ہے ہماری کلیساؤں کے شرکا میں ایسے ہیں کہ جنہوں نے ہنوز مسیح کو نہیں پہچانا اور روح القدس کو حاصل نہیں کیا۔ علاوہ اِن کے ہزاروں ہیں جنہوں نے ابھی کلیسا میں شراکت نہیں پائی اگرچہ وہ برائے نام عیسائی ہیں۔ کوئی تو انمیں کم عمر ہیں کوئی نو مرید۔ کوئی دیہاتی لوگ ہیں جنکو تعلیم کم ملی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ محض لاپروا اور سخت دل۔ جس حالکہ ایسے اشخاص کثرت سے مسیحی جماعتوں میں پائے جاتے ہیں تو کیا اِس کی از حد ضرورت نہیں ہے کہ ہم انکی نجات کے لئے حتی المقدور کوشش کریں اور اُن کے لئے دعا پر دعا کریں جبتک کہ روح انکو زندہ نہ کرے؟

علاوہ اس کے بعض مقامات پر جھگڑے اور فساد پائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ چند مقدمے بھی کلیسیائی محکموں میں دائر ہوتے ہیں۔ پھر ہمارے جوانوں میں سے نہایت تھوڑے ہیں جو کہ اپنے آپ کو مسیحی خدمت کے لئے مخصوص کرتے ہیں۔ اِسکا بھی خیال کرنا لازم ہے کہ سخاوت کی روح کم پائی جاتی ہے۔ ہماری یہہ مراد تو نہیں ہے کہ مسیحیوں پر الزام لگا دیں پر صرف یہہ کہ اِس بات کو ظاہر کریں کہ حد سے زیادہ ضرورت ہے کہ روح القدس خاص طور سے ہمارے درمیان کام کرے۔ غافل کو جگا دے۔ مردے کو زندہ کرے۔ کمزور کو تقویت عنایت کرے۔ سبھوں کے درمیان مسیحی محبت کو افشا کرے اور سخاوت و خود انکاری کا مزاج پیدا کرے کیونکہ اگر ایسا ہو تو تازگی کے دن ضرور ہو وینگے!

جب ہم خدائے قادرِ مطلق کا خیال کرتے ہیں تو ہم اِس بات کے قائل ہو جاتے ہیں کہ وہ ہمارے بیچ میں ایسا کام کر سکتا ہے۔ پر افسوس ہے کہ ہم مشکلات کی طرف زیادہ دیکھتے ہیں اور اپنی تجربہ کاری کی حدود سے آیندہ کے کام کو محدود کرتے ہیں بے شک ابھی تک تو ہم نے اپنی کلیساؤں میں ایسی کوئی بڑی ریوایول Revival نہیں دیکھی کہ جسمیں بہت سے گنہگار تائب ہو کر نجات حاصل کریں پر تو بھی اگر خدا قادرِ مطلق ہے تو ہم کیوں نہ انتظار کریں کہ وہ ہماری دعاؤں کو سنکر آسمان کے دریچوں کو کھولیگا اور ہم پر برکت برساویگا ایسا کہ ہمارے پاس اس کے لئے جگہ نہ رہے؟ وہ ایک دن میں ایسا کام کر سکتا ہے اور کیا ہی اچھا ہوگا جبکہ ہم مسیحی لوگ خدا کی عجیب قدرت کو محسوس کرکے ایسی بڑی برکتوں کی انتظاری کرینگے

ہم خود اگر کچھ تھوڑی بہت خواہش و امید اِس بات کی رکھتے ہوں تو ہمارے آسمانی باپ کو کتنا زیادہ اِس بات کی فکر ہے کہ میں اپنے لوگوں کو تازگی کے ایام بخشوں۔ افسوس یہہ ہے کہ ہم اُس کو اپنی کم اعتقادی سے روکتے ہیں۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ پر اب اس وقت جبکہ بہت لوگ خاص ریوایول Revival کے لئے دعا و مناجات کرتے ہیں ہم سب کے سب متفق ہو کر اِس کے لئے کوشش کریں؛

شروع میں چاہئے کہ ہم خدا کی قدرت اور محبت کو معلوم کریں اور اِس خیال کو ترک کریں کہ جسطرح سے کام ہوتا چلا آیا ہے کچھ کمی بیشی کے ساتھ ہمیشہ تک یوں ہی ہوتا چلا جاویگا۔ نہیں۔ ممکن ہے کہ جیسے کہ اور اور ملکوں میں بعض اوقات برکات کے مینہ برسائے گئے ہیں یونہی ہمارے ہندوستان میں بھی پوری پوری برسات شروع ہو جاوے اور جبحالکہ اِس کے لئے لوگ اب دعا کر رہے ہیں تو ابھی کیوں نہ شروع ہووے؟

مناسب ہے کہ ہم اِس کے لئے خاص تین طرح سے کوشش کریں:—

۱۔ کل سنڈکی کلیساؤں کے لئے دعا پر دعا کریں اور اِس خیال کے پھیلانے کے لئے فکر و جستجو کریں۔ یوں ہم اِس بڑے کام میں شریک ہو سکینگے اور جابجا برکتیں پہنچا دیں گے۔ مناسب ہے کہ ہم اِن سب کلیساؤں کیلئے یوں کوشش کریں۔

۲۔ لازم ہے کہ ہم اپنی ہی جماعت کے لئے خاص دعا اور محنت کریں۔ ریوایول Revivals جلسوں کے لئے انتظام کرنا چاہئے۔ اس امر میں اُس کمیٹی سے صلاح لیجاوے جو کہ سنڈے کی جانب سے مقرر ہوئی اور دیگر تجربہ کار لوگوں کی امداد لیجاوے۔ ایسے جلسوں کے لئے بہتر ہے کہ جلد ہی سوچا جاوے اور خاص دعا پہلے سے ہووے۔ ایسے معاملہ میں پوری تیاری کرنی چاہئے تاکہ کوئی کسر نہ رہے اور جو کام خدا کرنا چاہے اسمیں ہماری طرف سے کوئی روک ٹوک نہ ہووے؛

۳۔ شخصی خدمت میں خاص الخاص کوشش کرنا نہایت ضرور ہے۔ جلسوں میں خواہ کتنا ہی کام کیوں نہ کیا جاوے تو بھی غالباً سب سے اچھے نتایج اس وقت نظر آوینگے جب ہر ایک شخص جسکو نجات کا تجربہ ہوا ہے اُسکی

نکر اور کوشش کرے کہ میں کسی اور کو مسیح کے پاس لے آؤں۔ اس طرح بہتیرے مسیح کے پاس پہنچائے جاسکتے ہیں۔ مناسب ہے کہ ہم اپنے رشتہ داروں۔ دوستوں۔ جان پہچانوں کے بچانے کے لئے دل و جان سے کوشش کرتے رہیں۔ دعا کرتے رہیں کہ ہماری سب کلیسیاؤں میں ریوائیول ... پھیل جاوے اور ایسے تازگی بخش ایام ہوویں جیسے کہ یوایل نبی نے بیان کیا کہ ضرور ہونگے۔ کچھ تو یہہ پیشین گوئی پنتکوست کے دن پوری ہوئی پر اُس کی پوری پوری تکمیل ہنوز باقی ہے اور اسی کے لئے ہم دعا اور محنت کرتے رہیں میں اپنی روح کو سارے بشر پر ڈھالونگا اور تمہارے بیٹے بیٹیاں نبوت کرینگے اور تمہارے بوڑھے خواب دیکھینگے اور تمہارے جوان رویتیں۔ بلکہ میں اُنہی دنوں میں اپنی روح کو غلاموں اور لونڈیوں پر ڈالونگا۔

راقم۔ پادری۔ جے۔ این۔ فورمن۔ ایم۔ آر۔ ایس

مسٹر اس صاحب کا بیان ہے کہ جس آدمی نے اپنے آپ کو اپنے ملک کے لئے دیدیا ہے وہ اُس کو زیادہ پیار کرتا ہے۔ وہ شخص جس نے اپنے دوست کے لئے جنگ کی ہے اُس کو یعنی اپنے دوست کو زیادہ پیار کرتا ہے۔ وہ شخص جس نے اپنے زمرہ کے لئے محنت کی ہے اُن شغلوں کو بڑی قدر کی نظر سے دیکھتا ہے جن میں وہ مشغول رہا تھا۔ وہ شخص جس نے اس دنیا میں خدا کی تدبیر کو پورا کرنے کے لئے جد و جہد اور تجاویز کیں اور اُس کے لئے مصائب جھیلے وہ اس کی عظمت کو اور اس کے الٰہی اشارہ اور جلال کو دیکھتا ہے اور خود زیادہ کمالیت کے ساتھ اس کا مشابہ بن جاتا ہے۔ یہہ ایماندار کا اصلی کام اور نشان ہے۔

لاہور میں پولیس کی جدید لائینز بنانے کے لئے ایک لاکھ ساڑھے ۴۲ ہزار روپیہ منظور ہوا ہے۔ پولیس مین کے واسطے سرکاری مکان کا ہونا ضرور ہے۔

مُراسَلات

سوچنے کا علم

"میں تمکو بتلاؤنگا کہ میں معموں کے جواب دینے کی بجائے کس طرح جلد جلد سمجھنے لگ پڑونگا۔ اگر تم مجھے بتلاؤ کہ وہ کونسا طریقہ ہے جس سے کہ تم کسی بات پر سوچنا شروع کرتے ہو تو اس میں میری بڑی مدد ہوگی"۔

"کتنی الوسع صاف صاف بتلاؤ کہ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے اور میں بہر مقدور تمہاری مدد کرونگا"۔

"اچھی بات۔ دیکھو میز پر کئی ایک چیزیں پڑی ہیں اور مجھ سے سوالات پوچھنے کی بجائے اُنمیں سے ایک چیز اُٹھالو اور اُس پر خود غور کرو۔ ایک پن بھی پڑی ہے اور ایک پائپ بھی۔ اچھا۔ پائپ کو اپنے سامنے رکھ لو اور مجھے بتلاؤ کہ تم اسپر کسطرح سوچنا شروع کرتے ہو اور شاید یہی مجھے سکھلادیگی کہ دیگر اشیا پر کسطرح سے سوچنا چاہئے"۔

"بڑا عمدہ خیال ہے۔ اچھا۔ یہہ تو پائپ ہے منظور اب میں ذرا بلند آواز سے اس کی بابت سوچونگا تاکہ نہ صرف میں ہی اپنے آپ میں اُسپر سوچوں بلکہ تم بھی سنو۔ اب آؤ میں پائپ کی خاصیتوں اور اس کے حصوں پر غور کروں اور اس عمل میں میرے حواس خمسہ سننا۔ دیکھنا۔ سونگھنا۔ چکھنا۔ اور چھونا۔ معاون ہونگے۔ اور تم جانتے ہو کہ ہم میں پانچ حواس موجود ہیں"۔

"ہاں میں اس سے واقف ہوں۔ اور علاوہ اس کے تمنے مجھے یہہ بھی بتلادیا کہ وہ ہیں کیا"۔

"سوچنا سیکھنے میں اُنکو ہرگز نہ بھولنا۔ کان بتلاتا ہے کہ اس پائپ سے کوئی آواز نہیں نکلتی۔ آنکھ بتلارہی ہے کہ یہہ صاف۔ سفید۔ مجلی۔ کھوکھلی۔ اور گول ہے۔ اور کہ اُسکی گردن لمبی ہے اور اسمیں تمباکودان بھی ہے اور اگر میں اُسے سونگھوں تو اُسمیں قطعاً کسی بو بھی نہیں ملتی۔ اور اگر اسکو زبان پر رکھوں تو اسمیں ذرا سا بھی مزا معلوم نہیں ہوتا۔ انگلیوں سے چھوکر معلوم کرتا ہوں کہ یہہ ہموار۔ ہلکی۔ اور سخت ہے اور جب میں اپنے نمدار لبوں سے اسکو لگاتا ہوں تو یہہ چپکنے والا معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ان تمام باتوں کے اگر میں اسکو آگ میں ڈالوں تو یہہ پگھل نہیں جاتی۔ اور اگر میں اسکو توڑ ڈالوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کھردری ہے"۔

"تمنے ابھی کتنی بہت سی باتوں پر سوچ لیا"۔

"پائپ کے خواص کے بعد اسکا استعمال ہے یہہ تمباکو پینے کے کام آتی ہے اور یہہ اس مطلب کے حسب حال ہے۔ اگر یہہ لکڑی کی بنی ہوتی تو جل جاتی اگر سیسے کی تو یہہ بڑی بھاری ہوتی اور علاوہ اس کے پگھل جاتی۔ اگر یہہ سونے یا چاندی کی بنی ہوئی ہوتی تو اس پر خرچ بڑا آتا۔ اور اگر یہہ پیتل۔ تانبے یا لوہے کی ہوتی تو یہہ رفتہ رفتہ بڑی گرم ہوجاتی اور ہاتھ میں پکڑنا بھی محال ہو جاتا۔ اگر اس کا تمباکودان بڑا ہوتا تو اسمیں بہت سا تمباکو آتا۔ اور اگر چھوٹا تو بہت ہی تھوڑا۔ اگر اسکی گردن یا نلکی پتلی ہوتی تو اس سے کافی دھواں نہ آتا اور اگر موٹی ہوتی تو ضرورت سے بڑھکر تیزی سے دھواں آتا۔ پس تم دیکھتے ہو کہ پائپ ٹھیک ویسی ہی ہے جیسی ہونی چاہئے"۔

"ہاں! اور میں دیکھتا ہوں کہ اگرچہ پائپ بڑا سادہ سا ہے مگر اس کے بنانے میں بڑے ہی سوچنے کی ضرورت تھی"۔

"بالکل سچ ہے۔ یہہ سفید مٹی کا بنا ہوا ہے اور ایک سانچے میں ڈھلا ہوا ہے اور نلکی کے اندر ایک تار لگا ہوا ہے۔ اور آوے یا بھٹی میں پکایا گیا ہے اور جلا چڑھائی گئی ہے۔ پائپ کے حصوں اور خواص استعمال پر غور کرکے اب میں اُن باتوں پر سوچونگا جو میرے

دل اور یاد میں آتی ہیں - ان کو مسٹر وایٹ مجلسوں کے نام سے موسوم کرتا ہوں"

"پائیپ آپ کے ذہن میں کون سی بات یاد دلاتی ہے؟"

"بہت سی باتیں جو بڑی دلچسپ ہیں - پہلے میں لوگوں کے اُس شمار پر سوچتا ہوں جنہوں نے ملکر پائیپ بنائے - بعضی میں سرخ اور گرم پائیپ بھرے ہوئے کیسے عمدہ معلوم ہوتے ہونگے! اور پھر میں اس بات پر خیال کرتا ہوں کہ جیسے انکو جمع کر رہے ہیں اور لوگ انکو صندوقوں میں بند کر کے چھکڑوں اور گاڑیوں اور ریلوں کے ذریعہ تمام ملک میں پہنچا رہے ہیں اور انہیں سے بعض جہازوں کے وسیلے دلیا ور کو جاتے ہیں - پائپ کے متعلق کس قدر لوگ کام کرتے ہیں! اس مضمون سے ہم یہہ سبق سیکھ سکتے ہیں کہ خدا کی ادنےٰ ادنےٰ نعمتیں برکتیں ہو سکتی ہیں یا لعنتیں مگر اسی لحاظ سے جبکہ وہ استعمال کیجادیں یا حقیر سمجھی جاویں"

"آپ تمباکو کے پائیپ سے کیسی کیسی باتیں نکال رہے ہیں! میں یہہ خیال کر ہی نہیں سکتا تھا کہ اسکی بابت یہہ تمام باتیں کہی جا سکتی ہیں"

"اور اب وہ خیال پیدا ہوتا ہے جو تمام گذشتہ خیالات سے بڑھکر دلچسپ ہے - اُن تمباکوؤں میں سے جو پائیپ میں پیئے جاتے ہیں بعض تمباکو جزائر غرب الہند میں پیدا ہوتے ہیں - جہاں غلام اسکو بہت برسوں سے بویا کرتے تھے - مگر شاید تمکو معلوم ہوگا کہ انگلستان نے انکو آزاد کر دیا - تمباکو کی ایک بڑی مقدار امریکہ کی بعض ریاستوں میں پیدا ہوتی ہے - خیر یہہ آزاد شدہ غلام جو پہلے بڑی بیدردی سے ستائے جاتے اور جاہل اور بے علم رکھے جاتے تھے اب اُن کے ساتھ بڑی اچھی طرح سے سلوک کیا جاتا ہے اور خدا کا کلام نہیں پڑھایا جاتا ہے اور یہہ سکھلایا جاتا ہے کہ وہ مسیح پر ایمان لاویں اور کہ جب وے اس جہان سے رحلت کرنے پر ہوں تو آگے کو آسمان کیطرف دیکھیں - اور جب میں پائیپ کو دیکھتا ہوں تو اُن حبشیوں کا خیال کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو تمباکو کی کاشت کرتے ہیں جنکو لوگ اسمیں رکھکر پیا کرتے ہیں اور نیز اس بات کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حبشیوں کے بچوں کے لئے انفنٹ سکول بھی بنے ہوئے ہیں - پس دیکھو کہ جب تمنے سوچنا سیکھ لیا تو ایک نہایت ہی سادہ شے کی خاصیات - استعمالات - اور مجلسوں پر غور کرنے سے وہ کیسی دلچسپ شے بنگئی"

"میں خیال کرتا تھا کہ پائپ نہایت ہی بُری چیز ہے کہ اُس پر کچھہ خیال بھی کیا جاوے مگر حالت تو دگرگون ہے - کیا پائیپ کیطرح کسی اور شے نے بھی تمکو اسقدر سوچنے کا موقع دیا ہے؟"

ریوائیول

واضح ہو کہ ۴ اپریل سے ۱۷ اپریل تک بمقام فتحگڈہ یعنے بدہپور اور رکھا کے عبادتخانوں میں خاص عبادتیں منعقد ہوئیں - چند ہفتوں تک اکثر لوگ خاصکر بورڈنگ سکولوں کے لڑکے لڑکیاں روحانی بیداری کے لئے دعائیں کرتے رہے - ایٹہ کے سمر سکول کی بیداری کے بعد جسمیں تقریباً ساٹھہ اشخاص نے جو کہ اُستاد اور کارگذار تھے اس سٹیشن کے لوگوں کو شوق اور ترغیب دی - بدہپور میں اتوار تک ہر روز صرف ایک ہی عبادت ہوتی رہی تاوقتیکہ رکھا کی کلیسیا کے بھائیوں اور بہنوں نے بدہپور میں ہمارے ساتھہ ان نعمتوں اور برکتوں میں جنکو کہ ہم پاتے تھے حصہ لیا اُس روز سبت کے دن تین دفعہ خاص عبادت ہوئی

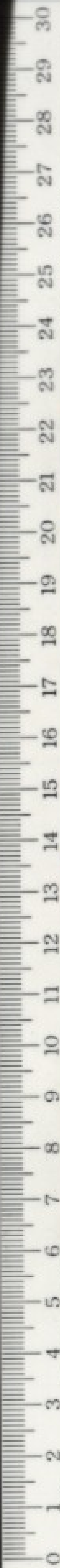
مذکورہ اتوار کے بعد ہلوگوں کے ساتھہ پادری ای - اے - اینڈرس (E. A. Enders) صاحب جو کہ نووارد مشنری مقیم مین پوری اور بھائی خیالیرام صاحب الہ آباد سے پادری - جے - این - فورمن صاحب ایٹہ سے اور پادری گلم صاحب کانپور سے تشریف لاکر معاون ہوئے اور جلسوں کو رونق بخشی

ہمارے کام کے متعلق اس ترقی کے ساتھہ ہمنے محسوس کیا کہ ہم رکھا کی کلیسیا میں بھی ایسے ہی عمدہ طور سے شروع کریں چنانچہ شروع سے آخر تک ہر رفز دو عبادتیں ہر دو مقام میں ہوتی رہیں

جلسوں کے درمیان تمام بھائی بہن شخصی کام کرنیکے لئے جیسے کہ انکو طاقت اور مقدور تھا منتظر تھے - دونوں مقامات میں حقیقی شوق نظر آتا تھا - یعنے شروع سے آخر تک گیارہ دن کے عرصہ میں ایک سو ساٹھہ (۱۶۰) اشخاص نے جنمیں زیادہ تر نوجوان تھے اقرار کیا کہ ہم بچگئے - بے شک انہیں سے جنہوں نے یقین کیا انکی روحانی حالت بدل گئی بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے نجات کے واسطے فضل محسوس کرنے میں غلطی کی - گناہ کے اقرارات ظہور میں آئے - بہت سے لوگ گناہوں کے اقرار کرنیکو چلیاتے - اور اکثر ایسی خصلت کے ساتھہ کہ ہمنے یہہ مناسب جانا کہ وہ بیشتر کلیسیا کے پاسبانوں یا مشنریوں کے پاس لائے جاویں تاکہ جماعت کا لحاظ کیا جاوے - ان اقراروں میں سے طور پر تو بہ ہی نہ تھی بلکہ ہر ایک کی حالت حقیقی اور غمناک تھی

ہمارے ہندوستانی بھائیوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے ان جلسوں میں تقریباً ایک کٹورا آنسوں کا دیکھا جو کہ گناہوں کے سبب سے بہتے تھے اور اسمیں کوئی بڑا مبالغہ نہ تھا

مذکورہ اشخاص میں سے بہت سے ایسے پرانے اور سخت بدنام گنہگار تھے جنہوں نے روحانی تبدیلی پائی - لوگ جو کہ برسوں سے گناہ کے سبب سخت



دل ہو گئے تھے وہ سیکھنے میں شل بچوں کے ہو گئے اور وہ اس قدر خوش اور آرزومند تھے جیسے آپ نے کبھی کبھی قصہ کی کتاب میں کسی شخص کی بابت پڑھا ہو گا جسے مغفرت حاصل کی*

ان جلسوں میں کچھ نامناسب جسمانی جوش نہ تھا۔ تمام مسیحی بھائی لگاتار گناہ کی طرف دیکھنا سیکھ گئے اور یہہ بھی کہ توبہ اور اقرار گناہ سے پاک ہونے کے لئے آدمی کا ایک حصہ ہے۔ ایک کامل تجربہ اور تعلیم کے لئے کلام کا ایک حصہ بار بار دہرایا گیا؛

یوحنا ۱ باب ۹ آیت اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں وفادار ہے*

ہم نے نہ صرف گناہوں کے اقرار کرنے کے لئے زور دیا بلکہ بہت لوگوں کو کامل طور سے کام کے لئے ابھارا جنہنے اس بات پر زور دیا کہ وہ اپنی زندگی کی حقیقت کو اپنے چہروں پر دیکھیں لوگ گناہ کی گہرائی سے اِس قدر قایل ہو گئے کہ میں نے کبھی اس سے بہتر نہیں دیکھا تھا*

ہمارے جلسوں نے پھر ہم کو اس حقیقت کا یقین دلایا کہ ہمارے لوگ ضمیر رکھتے ہیں۔ لوگ زیادہ تر ظاہری جوش میں نہیں آئے جلسے میں کوئی بھی آپ سے باہر نہیں ہو گیا۔ اور کوئی جوشیلی آواز نہیں سُنائی دی۔ اسکے خلاف جس قدر لوگوں پر اثر ہوا اُسی قدر وہ کم گفتگو کرتے تھے۔ روح نے ہمارے ضمیر کے ٹٹولنے میں رہنمائی کی اور ہم نے اُسے پایا۔ ہندی کلیسیا میں دوہرا کام ہے۔ اس کو اپنی زیادہ کوشش ہندو اور محمدی جماعتوں کے تبدیل کرنے کے لئے مخصوص کرنا چاہئے لیکن اسوقت اُس کو یہہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہر ایک لڑکا لڑکی جو اپنے گلے میں ہر وہ شخص اور پورے رشتہ میں مسیح کے ساتھ جو کلیسیا کا سر ہے آتا ہے یا نہیں؟ یہہ کلیسیا کے بچوں کے لئے تھا اور جلسوں کی مذکورہ تجاویز اُنکے لئے خاص طور سے عمل میں لائی گئی تھیں لیکن خاصکر دیکھا کہ جلسوں میں زیادہ شمار باہر کے لوگوں کا تھا اور ہم بہت خوش اور خرم ہوئے کہ آخری جلسہ سبت کے دن دو خاندانوں کے دس اشخاص نے بپتسمہ پایا اور مسیح کو قبول کر کے ہمارے ساتھ شراکت حاصل کی*

راقم

پادری سی۔ ایچ۔ بینڈی

مصیبت اور خوشحالی کا بھید

گذشتہ رات کو اپنے بستر پر پڑے پڑے اس مسئلہ کی بابت ایسے ایسے خیال میرے دماغ میں دوران کر رہے تھے کہ سب کے سب قیدِ قلم میں نہیں آسکتے۔ میں نے سوچا کہ ہمارے قدیم ہندو بزرگوں نے تو اِس لاینحل مسئلہ پر غور کرتے کرتے ایک اور ہی بھیانک مسئلہ یعنے آواگون ایجاد کر کے گویا اپنی پنڈ چھوڑائی اور حافظ شیرازی فارسی شاعر نے جب اسیر فکر کی تو اشعار ذیل سے اپنے تصورات کا عجب فوٹو اُتارا تاہم سوال باقی چھوڑ گیا*

این چہ شوریست کہ در دورِ قمر مے بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شرے بینم
اسپ تازی شدہ مجروح بزیرپالاں
طوق زرین ہمہ در گردن خرے بینم

اسی اثنا میں میرے دل کے تصورات حضرت آسف کے ۷۳ ویں زبور کی طرف رجوع ہو گئے جس کی عبارت یہہ ہے:۔

"میں نادان گھمنڈیوں پر حسد کرتا تھا۔ جبکہ میں نے شریروں کی کامیابی دیکھی کہ اُن کے مرنے تک کوئی عقدہ نہیں اور اُنکی قوت کامل ہے۔ اور آدمیوں کی طرح اُن پر بپت نہیں پڑتی اور نہ اَور لوگوں کی طرح اُن پر آفت آتی۔ اِسی لئے گھمنڈ نے طوق کی طرح اُن کو گھیر لیا اور ظلم نے اُن کو پوشاک کی مانند ڈھانپ لیا۔ اُن کی آنکھیں چربی کے باعث اُبھری ہوئی ہیں اور اُن کے دل کے تصور حد سے بڑھتے ہیں۔ وہ ٹھٹھا مارتے اور شرارت سے ظلم کی باتیں کرتے ہیں غرور سے بولتے ہیں" ۔ ۔ ۔ جب میں اس کو سوچتا تھا تاکہ وہ میری سمجھ میں آئے تو میرے نزدیک یہہ بڑا مشکل تھا۔ جب تک کہ میں خدا کے مقدس میں داخل نہ ہوا۔ تب میں نے انکا انجام سمجھا۔ دیکھو زبور ۷۳۔ ۳۔ ۱۷ جن کا تجربہ اسی زندگانی میں ہے؟

اِس وقت میرے آگے چار حصے رکھے گئے پہلا حصہ دنیا کی فانی چیزوں سے خوشی۔ دوسرا حصہ وہ حقیقی خوشی جو دنیا نہیں دے سکتی۔ تیسرا حصہ بُرائی کے دُکھ پانا۔ چوتھا حصہ بھلائی کے مصیبت سہنا۔ تب میں نے کہا کہ اب کونسا حصہ چنوں پہلے حصہ کو تو فوراً ترک کیا۔ دوسرے کے لئے خدا سے دعا کی۔ چوتھے کیواسطے تسلی پائی اور وہ تسلی یہہ تھی "میں نے یہہ باتیں اس لئے کہیں کہ تم مجھ میں اطمینان پاؤ۔ دنیا میں مصیبت اُٹھاتے ہو لیکن خاطر جمع رکھو میں نے دنیا پر فتح پائی ہے" (انجیل یوحنا ۱۶: ۳۳)*

الراقم

میر عالم از بٹالہ

تو انم آنکہ نیازارم اندرون کسے
حسود را چہ کنم کو زخود برنج درست

جن اخبارات کے اڈیٹر یا مالک مسلمان ہیں۔ وہ خواہ پولیٹکل ہوں یا سوشل۔ یا تجارتی۔ مذہب کی چاشنی ضرور رکھینگے۔ خواہ نخواہ بھی مسیحیوں پر بغلی گھونسے چلاتے رہینگے۔ اخبار گلزار ہند لاہور نے ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں سلطنت مراکش کے عنوان

سے ایک آرٹیکل چھپا ہے - جس میں مسیحیوں پر وہ لے دے کی ہے - اور وہ پھبتیاں سنائی ہیں کہ توبہ - خیر یہ تو اُن کی مذہبی عادت ہے - اس کا علاج کون کرے - کہیں کہتے ہیں کہ قدیمی سلطنتوں کے لے لینے کا مسیحیوں کا کیا حق ہے کہیں مسیحیوں پر احسان جتلاتے ہیں - کہ مسیحی مذہب کو قرآن نے قائم رکھا مسیحیوں کو اسلام نے آزادگی بخشی وغیرہ وغیرہ +

میں آپ کو بتاتا ہوں - کہ مسیحی سلطنتوں کو اسلامی سلطنت لینے کا کیا حق ہے - جو حق خلیفہ عمر کو تھا - وہی بلکہ اُس سے زیادہ مسیحیوں کا حق - محمدی خلیفوں کا کیا حق تھا کہ اُنہوں نے سپین کو جا دبایا - مسیحی ممالک چھین لئے - محمدیوں کا کیا حق تھا - کہ ٹرکی اور قسطنطنیہ کو ہڑپ کرتے - عمر کا کیا حق تھا کہ خدا کی دی ہوئی میراث یہود کی ہضم کرتے - اور شیر مادر کی طرح ڈکار نہ لیتے - بیت المقدس میں اسلامی مسجد بنانے کا اُن کو کس نے اختیار دیا - اگر کہو خدا نے - تو بس مسیحیوں کو بھی خدا ہی نے اختیار دیا ہے - کہ محمدیوں کے ظلم سے خلق خدا کو بچاویں +

کسی بے وقوف ہی کو اس بات پر ناز ہوگا - کہ مسیحیت کو قرآن نے قائم رکھا - ہم تو قرآن کو صداقت اور رحم کا قاطع سمجھتے ہیں - اور سب سے بڑھ کر مسیحیت کا دشمن قرآن ہی کو سمجھتے ہیں - بس -

بر تواضع ہائے دشمن تکیہ کردن ابلہیست
پائے بوسی سیل از پا افگند دیوار را

پھر مسیحیوں کو اسلام نے کیا آزادگی بخشی - دروغ گویم بر روئے تو - ذرا محمدی احادیث کو تو دیکھو - اور وہ سلوک جو سلاطین اسلام مسیحیوں سے کر رہے ہیں - مسیحیوں کو گھوڑے پر چڑھنے تک کی تو اجازت نہیں - اُنہوں نے آزادی کیا دینی ہے - جو خود تعصب کی قید میں مقید ہیں - ذرا ان آزادی بخش سلطنتوں میں قادیانی کو تو منادی کے واسطے بھیجئے - تب قدر عافیت معلوم ہوگی - دوسروں کو اُن سلطنتوں میں کیا آرام اور آزادی ہوگی - جبکہ خود اُن کے ہم مذہب ہی آرام میں نہیں - آپ ہی کے ۲۰ نومبر کے پرچہ میں لکھا ہے - کہ یمن میں عربوں نے بغاوت کی - اور گورنر کو قتل کر دیا - آٹھ سو سپاہ بطور کمک کے قسطنطنیہ سے گئی ہے - یہ تو گورنمنٹ ٹرکی کا حال ہے - بیچارے مقدونیہ کے مسیحیوں پر کیا کچھ گذرتی ہوگی - ایران کی نسبت بھی اسی پرچہ میں آپ یوں ہی رقمطراز ہیں +

رہی سلطنت ایران - تو اُس کی حالت نہایت ہی نازک اور خوفناک ہے - باہر والوں کا تو ذکر ہی کیا - جب گھر ہی والے برباد اور تباہ کرنے کے سامانوں میں مصروف ہیں - فوج کو کئی سال سے تنخواہ نہ ملنا اور ظالم حکام کے جبر و ظلم سے تنگ آکر رعایا کا بغاوت پر کمر بستہ ہو جانا پہلے لکھا جا چکا ہے - فوج نے باغیوں کی تنبیہ و گوشمالی سے بالکل انکار کر دیا . . . . کاش کہ کوئی جلد تشفی و اطمینان بخش خبر سنکر اہل اسلام مسرت حاصل کریں - واقعات خطرناک ہیں - خدا رحم فرمائے +

اسی شیخی پر عیسائیوں پر جھوٹا احسان جتلاتے ہو - یہ اللہ ہی کے رحم سے ہے - کہ آجتک اسلامی سلطنت قائم ہے +

(انتظار ہی کیجئے - ر - م - و)

لطیفہ

ایک شخص ایک بادشاہ کے حضور میں مدعی ہوا کہ میں خدا ہوں وزیر نے کہا کہ پہلے ایک شخص مدعی ہوا تھا کہ میں نبی ہوں مگر وہ جھوٹا ثابت ہوا تھا فقیر نے کہا کہ وہ جھوٹا کیوں نہ ہوتا کہ میں نے اُسکو نہیں بھیجا تھا اور نہ اُسکو سند نبوت عطا کی تھی - بادشاہ نے کہا اپنی کرامات دکھاؤ فقیر نے جواب دیا کہ تو اس وزیر کا سر کاٹ میں جوڑ دونگا بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ امتحان کرنا چاہیئے - وزیر نے کہا کہ سر کٹوانے سے اس کے خدا ہونے کا اقرار کرنا بحق خود بہتر سمجھتا ہوں +

کرسچن اینڈیور

مئی ۲۳ - کلام اللہ کی تلاوت - استثنا ۳۱: ۱۲ و ۱۳
〃 ۲۴ - بزرگوں کی امید - زبور ۴۳: ۱۲ و ۱۴ و ۱۳: ۱۲
〃 ۲۵ - خدا کو جلدی ملنا - امثال ۸: ۱۷ و ۳۲ و ۳۳
〃 ۲۶ - مسیح بچوں کو پیار کرتا ہے - متی ۱۹: ۲-۶ و ۱۰
〃 ۲۷ - بچوں کی حمد - متی ۲۱: ۱۵ و ۱۶
〃 ۲۸ - جسکی حقارت نہیں ہو سکتی - تمتھیس ۴: ۱۲-۱۶
〃 ۲۹ - انوار - کرسچن اینڈیور غیر مسیحی ملکوں میں کیا کر رہا ہے - لوقا ۹: ۴۹ - ۵۵

دو ہم بعض ٹرکی میں ممبران کرسچن اینڈیور کوئی ممبر ہونے کا ظاہری نشان نہیں دکھلا سکتے اس لئے کہ سرکار متعصب ہے لیکن دل میں وفادار رہتے ہیں - ایک چین کے ممبر نے جب بت کے پاس جانے پر مجبور کیا گیا تو کھڑے ہو کے مسیح کی منادی کی - ہندوستان میں چند ایسی سوسائٹیاں ہیں جن کے ممبر سب ہندوؤں کی لڑکیاں ہیں - اور اگرچہ اُن کا بپتسمہ لینا ناممکن ہے وہ دل میں مسیح کو پیار کرتی ہیں اُن کے لئے دعا کرنی چاہیئے - لنکا میں بعض ممبروں نے چند خاص ناریل کے درختوں پر نشان لگائے اُنکا سارا پھل خداوند کے واسطے بیچا گیا - جاپان کے ممبر ایک ماہواری اخبار اپنی زبان میں شائع کرتے ہیں - مغربی افریقہ میں ایک ایسی سوسائٹی ہے جس کے بہت سے ممبروں کو مقام جلسہ پر پہنچنے کے لئے ایک دریا کو تیر کر عبور کرنا پڑتا ہے - پنجاب میں بعض ممبر ہیں جو اپنی کل آمدنی کی دہکی خدا کو دیتے ہیں - کیا ہم اُن کے نمونے پر چلنے کو تیار ہیں؟ کلکتہ کے ایک لڑکیوں کے سکول میں ایک سوسائٹی ہے جسکے ممبروں نے وعدہ کیا ہے کہ جب ہم سکول کو چھوڑینگے ہم خداوند کے واسطے کوئی خاص کام شروع کرینگی چنانچہ دو لڑکیاں ایک گاؤں میں رہنے لگی ہیں جس میں اور کوئی مسیحی عورت نہیں ہے اُنہوں نے اپنی غیر مسیحی بہنوں کو پڑھانا شروع کیا +

سوال جواب طلب ۔ میں اپنے ضلع میں کرسچن اینڈیور کے پھیلانے کی کیا کوشش کر رہا ہوں ؟ کیا میں خود وفادار ممبر ہوں ؟

کرسچن اینڈیور کی کمیٹیاں

(حصہ دوم)

کسی کو نئے ممبر بنانے کے لئے مقرر کیا جاتا ہو جو ایسا شرماتا ہو کہ کسی کے ساتھ گفتگو بھی نہیں کر سکتا بھلا ایسے آدمیوں سے اس کمیٹی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہو ؟ شاید کوئی کہیگا پھر کمیٹیوں کو کیوں مقرر کریں ؟ اس لئے کہ ہم کو ہر صورت کمیٹیوں کی ضرورت ہو ۔ لیکن ہم کوئی کمیٹی تا وقتیکہ اُس کے لئے ایک خاص ضرورت نہ ہو مقرر نہ کریں ۔ شروع ہی سے دعا کی کمیٹی کی اشد ضرورت ہو مضمون کو چھپنا اور لیڈروں کو مقرر کرنا ۔ سو جب ضرورت معلوم ہو جائے تو دعا اور سنجیدگی سے اُس کمیٹی کو مقرر کیا جائے اس کام میں ایک دیندار شخص کی ضرورت ہوتی ہو اور یہہ کمیٹی بعد لیڈر کے ہر میٹنگ سے ۱۵ منٹ پہلے دعا کے لئے اکٹھی ہو ۔

مشنری کمیٹی کے چننے میں بہت خبرداری چاہئے مشنری کام کلیسیا میں سب سے اعلیٰ کام ہو ان کو اس کام پر مقرر کرنا چاہئے جو اس کے شائق ہوں ۔ ایسی جماعتیں بہت تھوڑی ہونگیں جو کہ شروع میں مکمل کمیٹیاں رکھتی ہوں ۔ اس بات سے ہم کو مایوس نہیں ہونا چاہئے لیکن دانائی سے ممبروں کو استعمال کریں ۔ کم سے کم ایک ممبر ہر ایک ضروری کمیٹی پر جو اُس خاص کام کے لئے لیاقت رکھتا ہو مقرر کیا جائے ۔ شاید یہہ بہتر طریقہ ہوگا کہ صرف ایک سرگرم ممبر کمیٹی پر ہو تا کہ دوسرے ممبر جو کم شوق رکھتے ہوں اُس سے سکھلائے جائیں ۔

اب ان کمیٹیوں کی میعاد کتنی ہونی چاہئے ہمیری سمجھ میں شاید چھہ مہینہ بس ہو ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت ہر ایک پہلو سے درست ہو ۔ اسلئے چاہئے کہ سب ممبر کسی نہ کسی وقت مختلف کاموں پر متعین کئے جائیں ۔ اگر میعاد تھوڑی رکھی جائے تو جس ممبر کو نالائق سمجھیں تو اُنکی تبدیلی جلدی ہو سکتی ہی ۔

ایم ۔ جے کیمبل ۔ از پٹھانکوٹ

کل خط و کتابت پادری ٹی ۔ گرہیم بیلی وزیر آباد سے کرنی چاہئے ۔

واقعات و آرائیں

لنڈن کے شمال میں ایک پادری کے پاس عجیب قسم کی انگوٹھی ہو جس کا ثانی شاید تمام دنیا میں نہ ہوگا بظاہر دیکھنے میں معمولی طلائی انگشتری ہو لیکن وہ ایک باجے کا کام دیتی ہو ۔ ایک چھوٹی سی کمان کو دبانے کے بعد انگشتری کو کان کے پاس لیجاؤ تو حمد خدا کا ایک سریلا گست سُنائی دیگا ۔ اور اگر ایک بکس پر رکھدو تو تمام کمرہ راگ کے میٹھے میٹھے سروں سے گونجنے لگیگا ۔

ہندوستان سے اگلی دفعہ جو دیسی افسر لارڈ معظم قیصر ہند کی اردلی میں بھیجے گئے ہیں اس کے متعلق ترمیم کی گئی ہو کہ آئندہ بجائے ۴ کے صرف ۴ افسر منتخب ہوا کریں اور چاروں افسر ایک ہی قوم کے ہونگے ۔ دو رسالے اور دو پیدل پلٹنوں سے کسی سال سکھ کسی سال پنجابی مسلمان کسی سال پٹھان اور کسی سال راجپوت اور ڈوگرہ وغیرہ اقوام سے منتخب ہوا کریں گے امسال جو افسر منتخب ہو کر انگلستان روانہ ہوئے ہیں وہ خالصہ قوم میں سے ہیں ۔

کیوبا میں ایک قسم کے جگنوں جن کو کنکیو جو کہتے ہیں بکثرت پائے جاتے ہیں یہہ تمام قسم کے روشنی دینے والے کیڑوں سے فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ ان کی روشنی بہت زیادہ ہو ۔ ۳۰ کنکیو جو کی روشنی ایک موم کی بتی کی روشنی کے برابر ہوتی ہو ان کی روشنی میں دو منٹ کے اندر عکسی تصویر چھپ جاتی ہو کیوبا کے لوگ رات کے وقت ان کو کاغذی لالٹینوں میں رکھ لیتے ہیں اور ان کی روشنی میں راستہ طے کرتے ہیں ۔ گھروں کے اندر بھی روشنی کا کام لیتے ہیں ۔ کبھی کبھی بوٹ پر ایک جگنوں باندھ لیتے ہیں جس سے اندھیرے میں راستہ نظر آتا ہے ۔ عورتیں زینت کے لئے بطور زیور اپنے لباس اور بالوں میں چند جگنوں لگا لیتی ہیں ۔

پاپون لوگ ۔ یہہ آدمی پست قد ہوتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ۵ فٹ ۴ انچ سے زیادہ لمبا آدمی نہیں پایا جاتا ۔ ان کے بازو دراز ہوتے ہیں پیشانی تنگ اور آنکھیں سیاہ ہوتی ہیں ۔ ملایا زبان میں لفظ پاپو سے گھچھیدار بال مراد ہو اور ان لوگوں کی یہی بڑی پہچان ہو ۔ بال گھنے اور لمبے لمبے ہوتے ہیں بعض اوقات ان پر چربی یا کیچڑ مل دیتے ہیں جس سے ان کے بال چکنے لگتے ہیں اور پاپون لوگ اس عمل سے نہایت محفوظ ہوتے ہیں ۔

وہ لوگ رات کو سوتے وقت اپنے بالوں ہی کو تکیہ تصور کرتے ہیں اور بال اس قدر لمبے اور کثرت سے ہوتے ہیں کہ بیشک تکیہ کا کام بخوبی طور دے سکتے ہیں اور دن کے وقت جلانے والی لُو اور دھوپ کی تیزی سے پناہ لینے کے لئے ایک قدرتی بچاؤ سمجھتے ہیں ۔ جب تک دریاٹ عمر کو نہ پہنچ جائے پاپونی کبھی ڈاڑھی یا مونچھیں نہ رکھیگا جوانی میں یا تو یہہ ہاتھوں سے بالوں کی صفائی کریگا یا لوہے کا ایک ٹکڑا بجائے اُسترے کے استعمال ہوگا ۔

پاپون لوگ سیاہ فام ہوتے ہیں اور اُنکی چھاتی پر تھوڑے مگر سخت اور کھردرے بال بہت کم دیکھے جاتے ہیں اور شکل میں چنداں بدزیب نہیں ہوتے لیکن جب وہ اپنی آرائش کے لئے کوئی بھیس بدلتے ہیں یا چہرہ پر طرح طرح کے رنگ لگاتے ہیں تو البتہ بدصورتی کو مجسم کر دکھاتے ہیں ۔ سہ ہر ملکے و ہر رسمے ۔

رسید زر

مسٹر ایم-ویلیز	[illegible]
مسٹر ایچ پیٹرسن	[illegible]
مسٹر یو-سی-جارج	[illegible]
مس شیلڈم صاحبہ	[illegible]
مسٹر الیگزینڈر جلال الدین	[illegible]
مسٹر آرتھر ایل-گارڈنر	[illegible]
مسٹر مسیح دیال ہنگولی	[illegible]
مسٹر ٹامس مدراسی	[illegible]
مسٹر کے-ایم-کاربٹ صاحبہ راولپنڈی	[illegible]
مسٹر امیر خان-ٹانڈہ ہوشیارپور	[illegible]
مسز ای-ریٹ آگرہ	[illegible]
پادری جی-ایچ-فرائی فتح گنج	[illegible]
مسٹر بی کلفش خورجہ	[illegible]
پادری سی-فلپ کیپ بنارس	[illegible]
پادری پی-سی-اوپل روپڑ	[illegible]
پادری جے-ایل-سکاٹ جہلم	[illegible]
ڈاکٹر مسٹن-ڈیرہ اسمٰعیل خان	[illegible]

اشتہارات

ضرورت

ایک عیسائی ہیڈ ماسٹر کی بلودہ بازار مشن سکول کیواسطے ضرورت ہی جو کہ مڈل سکول کی کلاسوں تک ہندی وانگریزی میں تعلیم دیسکتا ہو درخواستیں معہ سرٹیفکیٹ لیاقت و نیک چال چلن بنام مشتہر آویں +

المشتھر

پادری اے ہنگسٹن بلودہ بازار رائپور سی-پی

۲

ضرورت

ایک عیسائی بیوہ میٹرن کی آفینیج گرلس سکول کے لئے ضرورت ہی-درخواست کنندہ ہندی جانتی ہو-درخواستیں بنام مشتہر آویں +

المشتھر

پادری اے ہنگسٹن بلودہ بازار رائپور سی-پی

ضرورت

ایک نیٹو کرسچن میٹرن کی سخت ضرورت ہی-چاہئے کہ وہ اُردو اور ہندی بخوبی پڑھا سکتی ہو-درخواستیں بنام لیڈی سپرنٹنڈنٹ گرلس انڈسٹریل سکول دہلی آویں +

۴

ضرورت

ڈنگہ ضلع گجرات (پنجاب) کے سکول کے لئے ایک انٹرنس پاس مسیحی اُستاد کی ضرورت ہی-تنخواہ مبلغ [illegible] روپیہ ماہوار-کل درخواستیں بنام منیجر مشن سکول گجرات (پنجاب) آویں +

عیسائی ٹھیروں کی

۶ ۱۲

ضرورت

جو کہ میں نے مقام راولپنڈی متصل لال کُرتی بازار اپنا بھٹہ کھولا ہی مسلمان ٹھیرے جمعہ کے روز کام بند کردیتے ہیں چونکہ میں عیسائی ہوں اِس لئے میں چاہتا ہوں کہ بجائے جمعہ کے اتوار کو کام بند ہوا کرے-نیز عیسائی بھائیوں کو فائدہ پہنچے اور بے کار نہ بیٹھیں-جو کوئی عیسائی بھائی عمدہ اینٹ بالو کی بنا سکتا ہو اور راولپنڈی آکر کام کرنا چاہئے تو میرے ساتھ بذریعہ خط وکتابت معرفت کسی مشنری صاحب کے جو اُس کو جانتا ہو فیصلہ کرلیوے +

المشتھر

مستری-ایم-نور احمد-یوسف پور راولپنڈی

پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دی جاتی ہی

کہ پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہی-تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اِس بات پر حکیمانہ شہادت ہی-ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریبًا ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دیدیا ہی اور اِس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریبًا بیالیس ہزار روپیہ بطور پونجی رکھا ہوا ہی کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور سے بیمہ نہیں دیتا-اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہی-جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے +

درخواست کی جاتی ہی کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جن کو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں-ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں +

المشتھر

پادری والٹر جے کلارک منیجنگ ڈائرکٹر سہارنپور

پادری-ای-ایم-ویری صاحب ڈی-ڈی-اڈیٹر و منیجر نورافشاں کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم-وایلی کے اہتمام سے چھپا